جماعتِ احمدیہ یعنی قادیانیوں کے فکری واخلاقی انحرافات اور پردہ خفا میں پنہاں غلاظتوں پر مشتمل ایک جامع اور دستاویزی تحریر

قادیانیت بندروں سوروں کی جماعت

مفتی مبشر شاہ

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم و جامعہ ختم نبوت گوجرانوالہ


+923247448814

قادیانیت بندروں سوروں کی جماعت

بقول مرزا غلام قادیانی قادیانی بندر سور ہیں

تب آپ نے نزول المسیح میں سے حضرت مرزا صاحب کا وہ رویا پڑھا جس میں حضور نے لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک جنگل میں ہوں اور میرے ارد گرد بہت سے درندے بندر اور سور وغیرہ ہیں اور اس سے استدلال یہ کیا کہ یہ احمدی جماعت کے لوگ ہیں۔

(قادیانی اخبار پیغام صلح 7 اپریل 1934 صفحہ 15)

یہ حوالہ بظاہر قادیانی لٹریچر ہی سے نقل کیا گیا ہے اور اس میں ایک خواب (رؤیا) کا ذکر ہے جس کی تاویل خود قادیانی مصنف نے احمدی جماعت پر منطبق کی۔ یہاں اصل توجہ تین بنیادی امور پر ہونی چاہیے۔

اوّل یہ کہ یہ خواب کسی مخالف نے نہیں بلکہ خود قادیانی حلقے کے اندر سے نقل ہوا ہے، اور اس پر جو استدلال قائم کیا گیا وہ بھی قادیانی قلم سے ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے بعض ذمہ داران کے نزدیک مرزا قادیانی کے خواب محض ذاتی یا مبہم نہیں تھے بلکہ اجتماعی معنویت رکھتے تھے اور ان کا اطلاق پوری جماعت پر کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ جب خواب میں "درندے، بندر اور سور" دکھائے گئے اور پھر یہ کہا گیا کہ "یہ احمدی جماعت کے لوگ ہیں"، تو یہ بات داخلی اعتراف کی صورت اختیار کر جاتی ہے، نہ کہ بیرونی الزام کی۔

دوم یہ کہ اگر مرزا قادیانی کے خوابوں کو وحی، الہام یا کم از کم الہامی نوعیت کا مانا جاتا ہے (جیسا کہ قادیانی عقیدہ ہے)، تو پھر ان خوابوں کے نتائج سے فرار ممکن نہیں رہتا۔ یعنی اگر

خواب میں جماعت کی یہ تمثیل دکھائی گئی ہے تو یا تو خواب کی حیثیت ہی ختم کی جائے، یا پھر اس کی تاویل کو دیانت داری سے قبول کیا جائے۔ یہاں قادیانی لٹریچر ایک مشکل میں پھنس جاتا ہے، کیونکہ ایک طرف خوابوں کو دلیل بنایا جاتا ہے اور دوسری طرف ان کے ناگوار نتائج سے انکار کیا جاتا ہے۔

سوم یہ کہ اس خواب کا تعلق مرزا قادیانی کی اُس عمومی روش سے بھی جڑتا ہے جس میں وہ اپنے مخالفین یا حتیٰ کہ اپنے متبعین کے بارے میں سخت اور علامتی زبان استعمال کرتا ہے۔ قادیانی کتب میں اس نوعیت کی مثالیں متعدد مقامات پر ملتی ہیں جہاں جماعت، افراد یا اقوام کو تمثیلات کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔ اس پس منظر میں یہ خواب کوئی منفرد واقعہ نہیں بلکہ ایک فکری تسلسل کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔

لہٰذا اس مرحلے پر علمی سوال یہ نہیں کہ یہ الفاظ سخت ہیں یا نرم، بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ یہ تعبیر کس نے کی؟ کس بنیاد پر کی؟ اور اس کے نتائج سے قادیانی جماعت کیوں گریز کرتی ہے؟ اگر یہ حوالہ درست ہے تو پھر یہ خود جماعت کے اندر ایک سنجیدہ فکری بحران کی نشاندہی کرتا ہے، جس پر دیانت دارانہ جواب دینا ناگزیر ہے۔

نزول المسیح کا رویا

> بالآخر میں ایک اور رویا لکھتا ہوں جو طاعون کی نسبت مجھے ہوئی اور وہ یہ کہ میں نے ایک جانور دیکھا جس کا قد ہاتھی کے قد کے برابر تھا مگر منہ آدمی کے منہ سے ملتا تھا اور بعض اعضاء دوسرے جانوروں سے مشابہ تھے اور میں نے دیکھا کہ وہ یوں ہی قدرت کے ہاتھ سے پیدا ہو گیا اور میں ایک ایسی جگہ پر بیٹھا ہوں جہاں چاروں طرف بن ہیں جن میں بیل گدھے گھوڑے کتے سور بھیڑیے اونٹ وغیرہ ہر ایک

قسم کے موجود ہیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ سب انسان ہیں جو بدعملوں سے ان صورتوں میں ہیں۔اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ ہاتھی کی ضخامت کا جانور جو مختلف شکلوں کا مجموعہ ہے جو محض قدرت سے زمین میں سے پیدا ہو گیا ہے وہ میرے پاس آبیٹھا ہے اور قطب کی طرف اُس کا منہ ہے خاموش صورت ہے آنکھوں میں بہت حیا ہے اور بار بار چند منٹ کے بعد اُن بنوں میں سے کسی بن کی طرف دوڑتا ہے اور جب بَن میں داخل ہوتا ہے تو اُس کے داخل ہونے کے ساتھ ہی شور قیامت اُٹھتا ہے اور ان جانوروں کو کھانا شروع کرتا ہے اور ہڈیوں کے چابنے کی آواز آتی ہے۔تب وہ فراغت کر کے پھر میرے پاس آبیٹھتا ہے اور شاید دس منٹ کے قریب بیٹھا رہتا ہے اور پھر دوسرے بن کی طرف جاتا ہے اور وہی صورت پیش آتی ہے جو پہلے آئی تھی اور پھر میرے پاس آبیٹھتا ہے۔آنکھیں اُس کی بہت لمبی ہیں اور میں اس کو ہر ایک دفعہ جو میرے پاس آتا ہے خوب نظر لگا کر دیکھتا ہوں اور وہ اپنے چہرہ کے اندازہ سے مجھے یہ بتلاتا ہے کہ میرا اس میں کیا قصور ہے میں مامور ہوں اور نہایت شریف اور پرہیزگار جانور معلوم ہوتا ہے اور کچھ اپنی طرف سے نہیں کرتا بلکہ وہی کرتا ہے جو اس کو حکم ہوتا ہے۔تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی طاعون ہے اور یہی دابۃ الارض ہے۔

(روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 415 نزول المسیح)

درج کردہ اقتباس نزول المسیح دراصل مرزا غلام قادیانی کے اُس فکری و بیانی اسلوب کو

بے نقاب کرتا ہے جس میں خواب، رؤیا اور تمثیلی مناظر کو غیر معمولی عقیدتی نتائج کی بنیاد بنایا گیا۔ اس رؤیا میں ایک طرف مختلف جانوروں بیل، گدھے، گھوڑے، کتے، سور، بھیڑیے اور اونٹ کو صراحتاً "انسان" قرار دیا گیا ہے جو بداعمالی کے باعث ان صورتوں میں دکھائے گئے، اور دوسری طرف ایک عجیب الخلقت جانور کو "طاعون" اور "دابۃ الارض" قرار دے کر ایک مامور و شریف ہستی کے طور پر پیش کیا گیا۔ اس بیانیے میں واضح طور پر انسانی معاشرے کو جانوروں کی تمثیل میں منقسم دکھایا گیا ہے، جہاں ایک گروہ کو مسخ شدہ اخلاقی حالت کے باعث حیوانی صورتوں میں اور ایک مخصوص ہستی کو غیر معمولی تقدیس کے ساتھ مرکزی کردار دیا گیا ہے۔

یہاں قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ اس رؤیا کی تعبیر خود مصنف اپنے دل میں "ڈالے جانے" کے دعوے کے ساتھ کرتا ہے، یعنی تعبیر بھی وحی نما داخلی القا کے ذریعے طے کی جاتی ہے۔ اس طرزِ استدلال میں نہ صرف معروضی معیار غائب ہے بلکہ اخلاقی درجہ بندی بھی خواب کی علامتوں کے ذریعے قائم کی جا رہی ہے۔ نتیجتاً، انسانوں کے ایک وسیع دائرے کو "بدعملی" کے عنوان سے حیوانی اشکال میں دکھانا اور اس پر عقیدتی مفہوم باندھنا، ایک ایسا فکری رویہ سامنے لاتا ہے جو مذہبی اختلاف کو اخلاقی تحقیر کی علامتوں میں ڈھال دیتا ہے۔

اسی تسلسل میں طاعون کو "دابۃ الارض" کہہ کر ایک مامور ہستی کی صورت دینا، اور اس کے ذریعے مختلف "بنوں" میں داخل ہو کر ہلاکت و شورِ قیامت کا منظر دکھانا، مذہبی بیانیے کو خوف، تقدیس اور خصوصی ماموریت کے امتزاج سے باندھ دیتا ہے۔ یہ اسلوب قاری کے ذہن میں مصنف کی ذات اور اس کے دعووں کو غیر معمولی تقدس کے ساتھ جوڑنے کا ذریعہ بنتا ہے، جبکہ باقی انسانیت کو اخلاقی زوال کی علامتوں میں سمو دیا جاتا ہے۔

مجموعی طور پر یہ اقتباس اس امر کی شہادت فراہم کرتا ہے کہ مرزا غلام قادیانی کے ہاں

رؤیا محض ذاتی تجربہ نہیں رہتا بلکہ اجتماعی عقیدے، اخلاقی درجہ بندی اور ماموریت کے دعووں کی بنیاد بن جاتا ہے۔ یہی پہلو اس رسالے کے زیرِ بحث موضوع سے براہِ راست جڑتا ہے کہ کس طرح خود قادیانی لٹریچر میں ایسی تعبیرات موجود ہیں جو جماعتی شناخت کو تمثیلی مگر انتہائی سخت اور متنازع معانی کے ساتھ بیان کرتی ہیں، اور بعد ازاں انہیں عقیدتی اصول کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

بقول مرزا قادیانی قادیانی بندر سور

زیرِ نظر دونوں حوالہ جات کو یکجا کر کے دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جماعتِ قادیانیہ کی یہ تمثیلی شناخت کسی مخالف کی گھڑی ہوئی نہیں بلکہ خود مرزا غلام قادیانی اور جماعتی اخبارات کی اپنی تعبیر و استدلال ہے۔ قادیانی اخبار پیغامِ صلح میں جس رؤیا کا حوالہ دے کر یہ نتیجہ نکالا گیا کہ جنگل میں موجود درندے، بندر اور سور "احمدی جماعت کے لوگ ہیں"، وہ دراصل جماعت کی اپنی فہم و تفسیر کو ظاہر کرتا ہے۔ یہاں نہ صرف حیوانات کی تمثیل قائم کی گئی بلکہ اسے براہِ راست جماعت کے افراد پر منطبق کیا گیا، جو جماعتی لٹریچر کی ایک داخلی شہادت ہے۔

نزول المسیح کی رؤیا اور انسانوں کی حیوانی تمثیل

نزول المسیح میں مرزا غلام قادیانی کی بیان کردہ رؤیا اس تمثیل کو مزید کھول دیتی ہے۔ اس رؤیا میں مختلف حیوانات بیل، گدھے، گھوڑے، کتے، سور، بھیڑیے، اونٹ کا ذکر ہے اور صراحت کے ساتھ یہ "دل میں ڈالا گیا" کہ یہ سب انسان ہیں جو بداعمالی کی وجہ سے ان صورتوں میں ہیں۔ یعنی یہاں انسانوں کو ان کے اعمال کے سبب حیوانی اشکال میں دکھایا گیا، اور پھر اسی منظر نامے میں ایک مرکب جانور کو طاعون اور "دابۃ الارض" قرار دیا گیا۔ اس بیان میں جماعت احمدیہ کی اصلاح کے بجائے حیوانی تمثیل کے ذریعے اخلاقی زوال کو پیش

کیا گیا ہے، جو قادیانی لٹریچر کی اپنی اسلوبی روایت بن کر سامنے آتا ہے۔

دونوں حوالہ جات کا باہمی ربط اور نتیجہ

جب پیغامِ صلح کے اس استدلال کو نزول المسیح کی رؤیا کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ جماعتی سطح پر انسانوں بالخصوص اپنی جماعت احمدیہ کو بندروں، سوروں اور دیگر حیوانات سے تشبیہ دینا خود انہی کی کتب و اخبارات سے ثابت ہے۔ اس بنا پر مخالفین کی جانب سے جو بات کہی جاتی ہے، وہ دراصل جماعتی مصادر کی اپنی تعبیرات کا منطقی حاصل ہے، نہ کہ کوئی بیرونی بہتان۔ اس تفصیلی نوٹ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قادیانی لٹریچر نے خود اپنی جماعت احمدیہ کی شناخت کو ایسی تمثیلات میں پیش کیا ہے جن سے اخلاقی وفکری انحطاط کی تصویر ابھرتی ہے، اور اسی داخلی شہادت کی بنیاد پر یہ دعویٰ قائم کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ کو "بندروں اور سوروں کی جماعت" کہنا ان ہی کے متون کے مطابق ہے۔

مولوی بندر سور یا قادیانی؟

یہ اعتراض کہ قادیانی لوگ عمومی طور پر مسلمانوں کو "آسمان کے نیچے بدترین مخلوق" اور خصوصاً علماء کو "بندر اور سور" کہتے ہیں، محض جذباتی الزام نہیں بلکہ خود قادیانی لٹریچر اور ان کے اکابر کے بیانات سے اس کی تائید ہوتی ہے، تاہم اس اعتراض کا اصل جواب یہ ہے کہ یہ طرزِ کلام دراصل قادیانی جماعت کے اپنے بانی اور ان کے تفسیری اصولوں کا منطقی نتیجہ ہے، جسے وہ دوسروں پر تھوپنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ بندر، سور اور درندوں والی تشبیہات سب سے پہلے مسلمانوں یا علماء کی طرف سے نہیں آئیں، بلکہ خود مرزا غلام قادیانی کی تحریرات اور خوابوں میں پائی جاتی ہیں۔ نزول المسیح کے حوالہ میں مرزا قادیانی واضح طور پر یہ لکھتا ہے کہ مختلف جانور دراصل انسان ہیں جو بداعمالی کے باعث ان صورتوں میں ظاہر ہوئے، اور پھر یہی استدلال قادیانی اخبار "پیغامِ

صلح" میں احمدی جماعت پر منطبق کیا گیا۔یعنی تشبیہ،تعبیر اور تطبیق تینوں قادیانی دائرۂ فکر کے اندر سے پیدا ہوئیں، نہ کہ اہلِ اسلام کی طرف سے مسلط کی گئیں۔

جب قادیانی حضرات آج یہ کہتے ہیں کہ "مولوی بندر سور ہیں" تو دراصل وہ غیر محسوس طور پر اپنے ہی بانی کے قائم کردہ اصولِ تعبیر کو استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔مرزا قادیانی نے خود یہ اصول گھڑا کہ روحانی گراوٹ انسان کو حیوانی شکل میں ظاہر کر دیتی ہے۔اب اگر یہی اصول الٹ کر قادیانی جماعت پر لاگو کیا جائے، اور ان ہی کے حوالہ جات سے کیا جائے، تو اس پر شور مچانا بددیانتی کے سوا کچھ نہیں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے کبھی کسی خاص جماعت کو بندر یا سور کہنے کا عقیدہ گھڑا نہیں، بلکہ قادیانیت کے باطل عقائد، گستاخانہ تعبیرات اور خود ساختہ الہامات کو بے نقاب کیا ہے۔اگر قادیانی جماعت کو یہ تشبیہات ناگوار گزرتی ہیں تو انہیں سب سے پہلے اپنے بانی کی کتابیں،خواب،اور تفسیری منہج سے اعلانِ براءت کرنا ہوگا۔جب تک وہ اپنے پیشوا کے اقوال کو وحی، الہام اور حجت مانتے رہیں گے،تب تک یہی اقوال ان کے خلاف سب سے مضبوط فردِ جرم بنے رہیں گے۔

لہٰذا یہ کہنا کہ "یہ مولوی قادیانیوں کو بندر سور کہتے ہیں" حقیقت کا الٹ بیان ہے۔سچ یہ ہے کہ قادیانی بانی نے خود یہ زبان ایجاد کی،خود یہ معیار قائم کیا، اور اب اسی معیار کے نیچے سب سے پہلے ان کی اپنی جماعت آتی ہے۔اہلِ اسلام تو صرف آئینہ دکھاتے ہیں، چہرہ انہوں نے خود بنایا ہے۔

کیا اب بھی قادیانی مرزے کی بات نہیں مانیں گے؟

اب مرزا قادیانی کی کتاب کی روشنی میں قادیانی بندر سور ثابت ہو گئے ہیں تو قادیانیوں کو مرزا کی بات ماننی چاہیے ورنہ مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ:

تِلْكَ كُتُبٌ يَنْظُرُ إِلَيْهَا كُلُّ مُسْلِمٍ بِعَيْنِ الْمَحَبَّةِ وَالْمَوَدَّةِ وَيَنْتَفِعُ مِنْ مَعَارِفِهَا وَيَقْبَلُنِي وَيُصَدِّقُ دَعْوَتِي، إِلَّا ذُرِّيَّةَ الْبَغَايَا

(روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 548،547)

یعنی جو قادیانی میری کتب کو تسلیم نہیں کرتا وہ رنڈی کا بچہ ہے اب قادیانی فیصلہ کرلیں کہ مرزا قادیانی کی بات مانتی ہے یا ذریۃ البغایا بننا ہے؟

عبارت بالا کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنی تمام کتب کو حق، نافع اور قابل قبول قرار دیتا ہے، اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ہر "مسلم" ان کتب کو محبت کی نگاہ سے دیکھے گا، ان سے فائدہ اٹھائے گا، اور اس کی دعوت کو سچ مانے گا، سوائے ان کے جو اس کے نزدیک انتہائی سخت اور توہین آمیز اصطلاح (ذریۃ البغایا یعنی رنڈی کے بچے) کے مستحق ہیں۔

یہاں اصل نکتہ یہ نہیں کہ عبارت کتنی سخت یا ناپسندیدہ ہے، بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتب کو خود معیارِ حق بنا دیا۔ یعنی:

1. مرزا کے نزدیک اس کی کتب پر ایمان لانا، اس کی دعوت کو سچ ماننے کی شرط ہے۔

2. جو اس کی کتب کو قبول نہیں کرتا، وہ اس کے نزدیک محض گمراہ نہیں بلکہ اخلاقی و نسبی طور پر بھی مطعون ہے۔

3. اس منطق کے مطابق مرزا کی کسی ایک کتاب، رویا یا عبارت کو رد کرنا درحقیقت خود مرزا کی دعوت کو رد کرنا شمار ہوگا۔

اب جب اسی مرزا قادیانی کی دوسری کتب، مثلاً "نزول المسیح" میں وہ روایات اور رؤیا موجود ہیں جن میں اس نے بدعمل انسانوں کو بندروں، سوروں اور دیگر جانوروں کی صورتوں

میں دکھایا اور بعض مقامات پر انہی تصورات کو جماعتی تناظر میں بیان کیا، تو یہاں ایک منطقی نتیجہ خود مرزا کی اصولی بات سے نکلتا ہے، نہ کہ مخالفین کی طرف سے گھڑا جاتا ہے۔

یعنی اگر مرزا کی بات کو اصول مانا جائے کہ اس کی تمام کتب حق ہیں، ان کی تصدیق لازم ہے، اور ان سے اختلاف اخلاقی سقوط کی علامت ہے تو پھر ان کتب میں موجود ان تعبیرات اور تشریحات کو بھی اسی طرح ماننا پڑے گا، چاہے وہ خود جماعت کے لیے کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہوں۔

اس لیے یہ اعتراض کہ "یہ سب الزام مولویوں نے لگائے ہیں"، اسی وقت کمزور پڑ جاتا ہے جب یہ ثابت ہو جائے کہ بنیاد خود مرزا قادیانی کی تحریریں ہیں، نہ کہ بیرونی تعبیرات۔ یہاں بحث گالی دینے کی نہیں، بلکہ مرزا کے اپنے قائم کردہ اصول کے منطقی انجام کی ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس حوالے کی روشنی میں سوال یہ نہیں بنتا کہ کون کس کو کیا کہہ رہا ہے، بلکہ اصل سوال یہ بنتا ہے کہ کیا مرزا قادیانی کی کتب مکمل طور پر قابل قبول ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں، تو پھر ان میں موجود تمام تصریحات بھی قبول کرنی ہوں گی۔ اور اگر نہیں، تو پھر خود مرزا کے اس دعوے پر سوال کھڑا ہو جاتا ہے کہ اس کی کتب سراسر حق اور واجب القبول ہیں۔ یہی وہ نکتہ ہے جس پر یہ حوالہ خود اپنے قائلین سے سنجیدہ فکری فیصلہ طلب کرتا ہے۔

آسمان کے نیچے بدترین مخلوق قادیانیت ہے

سابقہ گفتگو اور خود مرزا قادیانی کی کتب سے پیش کردہ حوالہ جات کو سامنے رکھا جائے تو یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ قادیانیت کی اصل پہچان کسی بیرونی الزام یا مخالف کی تہمت سے نہیں بنتی، بلکہ اس کے اپنے بانی کے بیانات اور تعبیرات سے خود بخود عیاں ہو جاتی ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی رویاؤں اور الہامی دعوؤں کی تشریحات میں جس جماعت کی تصویر کشی کی ہے، وہ تصویر خود قادیانی جماعت کے حق میں نہیں بلکہ اس کے خلاف فیصلہ کن

گواہی بن جاتی ہے۔ جب وہ اپنی جماعت کو جنگل کے درندوں، بندروں اور سوروں کی صورتوں میں دیکھنے کا دعویٰ کرتا ہے اور پھر اس سے استدلال بھی یہی قائم کیا جاتا ہے کہ یہ احمدی جماعت کے لوگ ہیں، تو اس کے بعد کسی اور دلیل کی حاجت باقی نہیں رہتی۔

اسی طرح "نزول المسیح" کے بیان کردہ رویا میں مختلف جانوروں کی صورتوں کو بدعمل انسانوں کی علامت قرار دے کر، اور پھر ایک مخصوص جانور کو طاعون اور "دابۃ الارض" کہہ کر پیش کرنا، اس بات کی صریح دلیل ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک اخلاقی اور اعتقادی انحطاط انسان کو حیوانی درجہ میں گرا دیتا ہے۔ جب وہ خود یہ قاعدہ متعین کر رہا ہے کہ بدعمل لوگ بندر، سور، کتے، بھیڑیے اور دیگر جانوروں کی شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں، اور پھر اپنی جماعت پر ان ہی رویاؤں کا اطلاق کیا جاتا ہے، تو نتیجہ لازمی طور پر وہی نکلتا ہے جو ہم بیان کر رہے ہیں۔

قادیانیوں کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ مسلمانوں یا علما کو آسمان کے نیچے بدترین مخلوق کہتے ہیں اور بندر سور جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ الفاظ سب سے پہلے ان کے اپنے پیشوا کی زبان اور قلم سے نکلے ہیں، اور وہ بھی اپنی ہی جماعت کے تناظر میں۔ اگر مرزا قادیانی کی بات کو سچا مانا جائے تو پھر اس کی بیان کردہ جماعتی تصویرکشی سے فرار ممکن نہیں، اور اگر اس کی بات کو رد کیا جائے تو پھر اس کی نبوت، الہام اور ماموریت کے تمام دعوے خود بخود زمین بوس ہو جاتے ہیں۔

مزید برآں مرزا قادیانی کا یہ صریح اعلان کہ جو اس کی کتب کو قبول نہ کرے وہ قابل قبول نہیں بلکہ سخت ترین الفاظ کا مستحق ہے، قادیانیوں کو ایک دوٹوک فیصلے کے سامنے لا کھڑا کرتا ہے۔ یا تو وہ مرزا کی ہر بات، ہر رویا اور ہر تشریح کو مانیں، جس کے نتیجے میں انہیں خود اس کی بیان کردہ "بندروں اور سوروں کی جماعت" والی شناخت قبول کرنا ہوگی، یا پھر اس کے اقوال کو رد کر کے اس کے پورے دعوائی نظام کو باطل تسلیم کرنا ہوگا۔ درمیان کی کوئی راہ

باقی نہیں رہتی۔

لہٰذا سابقہ تمام حوالہ جات اور خود مرزا قادیانی کی تصریحات کی روشنی میں یہ کہنا محض جذباتی نعرہ نہیں بلکہ ایک منطقی نتیجہ ہے کہ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق اگر کسی کو کہا گیا ہے تو وہ قادیانیت ہے، کیونکہ اس کی بنیاد ہی ایسے دعوؤں، ایسی تعبیرات اور ایسے خود ساختہ معیارات پر رکھی گئی ہے جو آخر کار اسی جماعت کے خلاف گواہی بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

پیغام صلح ۱۵ ۷ر اپریل ۱۹۳۶ء

مراسلات

دہلی میں عظیم الشان مناظرہ
اور احمدیت کی فتح

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی از دہلی)

اس سال ۱۰ مارچ کو انجمن سیف الاسلام دہلی نے اپنا جلسہ پریڈ کے میدان میں منعقد کیا۔ اور احمدی جماعت کو مناظرہ کی دعوت دی۔ قادیانی جماعت نے زیر بحث حیات مسیح پر مباحثہ کیا۔ انجمن سیف الاسلام کی طرف سے مولوی اسعد اللہ صاحب اور قادیانی جماعت کی طرف سے مولوی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل مناظر تھے اور سچ یہ ہے کہ مولوی اسعد اللہ صاحب باوجود بہت بڑے فاضل ہونے کے اپنے مقابل کی پیش کردہ ۱۵-۱۶ آیات قرآنی میں سے ایک کا بھی جواب نہ دے سکے۔

عجیب استدلال

مولانا اسعد اللہ صاحب نے بہت ہی عجیب بات یہ پیش کی کہ سورۂ فاتحہ میں جو الحمد للہ رب العالمین ہے اس سے بھی حیات عیسٰی ثابت ہے۔ پھر کہا ہر آیت سے حیات مسیح ثابت ہے۔ مگر چونکہ ان کا استدلال عجیب تھا جسے غالباً مولانا کے ساتھیوں اور سامعین میں سے کوئی بھی نہ سمجھ سکا اس لئے قادیانی مناظر نے خاموشی سے اس استدلال عجیب کو ٹال دیا۔

مولانا سے تعارف

مولانا اسعد اللہ صاحب وہی صاحب ہیں جنھوں نے گزشتہ سال شملہ میں قادیانی جماعت سے ختم نبوت پر مناظرہ کرتے ہوئے بڑے زور سے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا تھا کہ:-

"جن حوالوں کو میں نے مرزا صاحب کی تحریروں سے پیش کیا ہے ان سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔"

یہ ان کا خیال میں نے اسی وقت "پیغام صلح" میں شائع کرا دیا تھا۔ اور دہلی میں جبکہ سائیں لال حسین صاحب میرے مقابل "مجددیت" پر بحث کر رہے تھے۔ اس وقت مولانا صاحب غیر احمدی جماعت کی طرف سے صدر جلسہ تھے۔ میں نے دوران بحث میں سائیں لال حسین صاحب کے اعتراضات کو جواب دیتے ہوئے مولانا کی شہادت مذکورہ بالا کو بھی پیش کیا۔ اور کہا کہ مولانا کی دیانت کا میں اس وقت سے معترف ہوں جبکہ شملہ کی بلند چوٹیوں پر انہوں نے یہ حلفاً کہا تھا کہ ان کی پیش کردہ تحریروں سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ میرا مطلب یہ تھا کہ یہ شہادت حقہ دہلی کی پبلک میں مولانا کی موجودگی میں پیش ہو کر اتمام حجت ہو جائے۔ مگر خاتمہ مباحثہ پر مولانا نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ:-

"ٹھیک طور پر مجھے یہ تو یاد نہیں کہ میں نے شملہ میں کیا کہا تھا ہاں چونکہ میرا ذکر بھی آ گیا ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کی تحریروں سے بحیثیت مجموعی نبوت کا دعویٰ ثابت ہے۔ گو ان کی ایسی تحریریں بھی ہیں جن سے نبوت کے دعوے سے انکار بھی پایا جاتا ہے"

مولانا کو یاد ہو یا نہ ہو مگر مذکورۂ بالا الفاظ بھی میرے بیان کی تردید نہیں کرتے کیونکہ اب بھی مولوی صاحب کو تسلیم ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی تحریروں میں دعویٰ نبوت سے انکار بھی موجود ہے اور میری شہادت یہی تھی کہ مولانا نے ان تحریروں میں سے بعض کو پیش کر کے قادیانی مبلغ کے مطالبہ پر قسم کھا کر کہا تھا کہ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

مولانا عبد الحق دہلوی سے مباحثہ

سائیں لال حسین صاحب نے شام کو ہمارے آنریری مبلغ مولوی عبد الحق صاحب سے مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت پر بحث کی اور سارا زور لگایا کہ دعویٰ نبوت ثابت ہو مگر افسوس کہ سائیں صاحب نے مولانا اسعد اللہ صاحب کی شہادت کی بھی پروا نہ کی اور یہی کہتے رہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور بالمقابل جو تحریریں انکار دعویٰ نبوت کی پیش کی گئی تھیں ان کی طرف تو کچھ پروا نہ کی۔ اور ایسا کیوں کرتے جبکہ ان کی نیت ہی کج تھی۔ اور بجز فتنہ پھیلانے کے اور کوئی مقصد ہی نہ تھا۔

مولانا اسعد اللہ صاحب سے ملاقات

مولانا اسعد اللہ صاحب نے اسی روز شام کو مہربانی فرمائی کہ وہ ہمارے ہاں خاکسار سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ اثنائے گفتگو میں میں نے پوچھا کہ مولانا سورۂ فاتحہ سے آپ نے عجیب استدلال حیات مسیح پر کیا۔ مولانا ہنس پڑے۔ میں نے کہا سورۂ فاتحہ تو بقول مسیح موعود ان کے صدق دعوے پر ایک آسمانی مہر ہے۔ مولانا نے پوچھا کہ آپ جیسے کیا سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا سورۂ فاتحہ سے ہی اب میں جواب دیتا ہوں۔ سنیئے اس سورۂ شریف میں پانچ وقت ہم منعم علیہ بننے کی اور مغضوب اور ضال ہونے سے بچنے کی دعا کرتے ہیں۔ یہ آپ کو علم ہی ہے کہ مغضوب اور ضال یہود و نصاریٰ ہیں۔ اور منعم علیہ مسلمان ہیں۔ کیونکہ یہود نے مسیح پر کفر کا فتویٰ لگا کر قتل کرنے کی پوری کوشش کی۔ اس لئے وہ مغضوب ہوئے۔ اور نصاریٰ مجازاً ابن اللہ کے لفظ کو حقیقی ابن اللہ اور اللہ بنا کر ضال ہو گئے۔ اور آنحضرت صلعم اور آپ کے ساتھی حضرت عیسیٰ کو نبی اللہ مان کر منعم علیہ ہو گئے بالکل یہی واقعہ مسیح محمدی کے زمانہ میں پیش آیا ہے۔ آپ لوگوں نے فتوے کفر ناحق لگا کر قتل کی پوری کوشش کی اور قادیانی جماعت مجازی نبی کو حقیقی نبی بنا کر ضال ہو گئی۔ اور ہم لوگ حضرت مرزا صاحب کو اصل مقام پر مانتے ہیں یعنی مجدد و مسیح موعود۔ جو اولیائے امت محمدیہ کا سرتاج ہے۔ بس ہم منعم علیہ ہوئے۔ اور سورۂ فاتحہ سے یوں صداقت مسیح موعود ثابت ہو گئی۔

مولانا کے ہمراہ ایک صوفی منش بزرگ تھے انہوں نے فرمایا کہ اس وقت دوسری باتیں کریں۔ اور اس بحث کو چھوڑ دیں۔ لہذا پھر مولانا سے دوسری دوستانہ گفتگو شروع ہوئی۔ مولانا صاحب نہایت خندہ پیشانی سے خاکسار سے پیش آئے۔ جن کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں۔

مجددیت پر مباحثہ

... لال حسین صاحب نے بجائے اصولی بحث کے وہی پوسیدہ اور مردود اعتراضات جو پٹیالویوں پر مولوی ثناء اللہ صاحب اور دوسرے مناظرہ کرنے والے عموماً پیش کیا کرتے ہیں۔ اپنی کتاب ترک مرزائیت میں سے پیش کئے۔ اور کوشش یہ کی کہ دس منٹ میں جس قدر ممکن ضرور ہو جائیں۔ تاکہ فریق مقابل اور نہیں تو بوجھ سے تو دب رہے۔ اور یہ وہی طریقہ ہے جو آریہ سماجی مناظر بھی عموماً اسلام کے خلاف اختیار کرتے ہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ تین گھنٹہ کے مناظرے میں تمام کے تمام اعتراضات صاف ہو گئے۔ اور لال حسین کو اپنی کمزوری کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کی شان کچھ گستاخی کی ضرورت پیش آئی جس پر میں نے اسے کہا کہ آپ احمدیوں کے ہی پروردہ اور پڑھائے ہوئے ہیں۔ پھر مسیح موعود کی شان میں اس قدر شوخی اچھی نہیں۔ اور یقیناً علم ہے کہ تم کیوں احمدی جماعت سے الگ کئے گئے۔ اس پر لال حسین صاحب نے عجیب انداز میں کہا کہ ہاں جناب میں آپ لوگوں کا اسی طرح پروردہ ہوں جس طرح موسیٰ فرعون کے پروردہ تھے۔ اس پر میں نے کہا کہ نوح کا فرزند کہتے ہوئے کیا شرم آتی ہے۔ جو دراصل آپ کا مقام ہے۔ تب آپ نے نزول المسیح میں سے حضرت مرزا صاحب کا وہ رؤیا پڑھا جس میں حضور نے لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک جنگل میں ہوں اور میرے اردگرد بہت سے درندے بندر اور سور وغیرہ ہیں اور اس سے استدلال یہ کیا کہ یہ احمدی جماعت کے لوگ ہیں۔

بندر اور سور کون ہیں؟

تب میں نے کہا کہ سنئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:- ؎

چہ دزد خواہد کہ میسد بدم ہر بیدار نہیں رود

تا زم دلبر خود را کہ بازم داد جنت را

اس لئے یہ تو وہی لوگ ہیں جو مسیح موعود کو مارنے اور پھاڑنے کی فکر میں ہیں جن سے خدا نے حضور کو نجات دی۔ اس لئے احمدی جماعت تو ان کا مصداق نہیں ہو سکتی۔ ہاں آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے:-

"تکون فی امتی فزعۃ فیصیر الناس الی علمائھم فاذا ھم قردۃ وخنازیر"

یعنی میری امت میں ایک بڑا اندھیرا ہو گا اور لوگ اس وقت اپنے علماء کی طرف جائیں گے۔ اور علماء اس وقت بندر اور سور ہوں گے۔

احمدی جماعت لوگوں کی علماء نہیں ہے۔ بلکہ ان کو تو آپ جیسے بے علم لوگ بھی عالم نہیں مانتے۔ اس لئے صاف ظاہر ہے کہ یہی آپ جیسے علماء ہی ہیں جنھیں بوجہ ان کے کارناموں کے آنحضرت صلعم نے بندر اور سور کا خطاب دیا ہے۔ اور آنحضرت صلعم نے مسیح موعود کا کام کسر صلیب کے ساتھ قتل خنزیر بتایا ہے۔ پس اب خود سوچ لو کہ سور کون ہیں؟

اب سائیں صاحب کو جوش آیا اور پسینہ ہو گئے۔ میں نے چیلنج کیا کہ اب ۱۲ بجے ہیں۔ اس وقت سے لے کر رات کے ۱۲ بجے تک بلکہ اس کے بعد بھی مباحثہ کرتا ہوں اب زور لگا لو۔ میں تمہارے جلسہ کا آج کا سارا خرچ بھی برداشت کرنے کا ذمہ لیتا ہوں۔ مگر

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہرچند

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ نے اس متکبر کو اس طرح سے ذلیل و خوار کر دیا۔ اور خدا کا وعدہ انی مھین من اراد اھانتک و انی معین من اراد اعانتک کھلے طور پر پورا ہوا۔ میں نے پہلے تو صبر سے کام لیا لیکن جب یہ دیکھا کہ اب خواہ مخواہ سیتہ شتھا پر قتل لئے بغیر یہ شریر دشمن حق باز آ ہی نہیں سکتا۔ تب میں لینے اوپر کے جواب دیئے اور یہ نیک ہے کہ دہلی کے مسلمانوں نے نہایت امن سے مناظرہ سنا

(باقی)

جماعت اور ضالین یعنی عیسائیوں کے زمانہ ترقی کی خبر ہے۔ سو کس قدر خوشی کی بات ہے کہ وہ باتیں آج پوری ہوئیں۔

بالآخر مَیں ایک اور رؤیا لکھتا ہوں جو طاعون کی نسبت مجھے ہوئی اور وہ یہ کہ مَیں نے ایک جانور دیکھا جس کا قد ہاتھی کے قد کے برابر تھا مگر مُنہ آدمی کے مُنہ سے ملتا تھا اور بعض اعضاء دوسرے جانوروں سے مشابہ تھے اور مَیں نے دیکھا کہ وہ یُوں ہی قدرت کے ہاتھ سے پیدا ہو گیا اور مَیں ایک ایسی جگہ پر بیٹھا ہوں جہاں چاروں طرف بَن ہیں جن میں بیل گدھے گھوڑے کتے سور بھیڑیے اونٹ وغیرہ ہر ایک قسم کے موجود ہیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ سب انسان ہیں جو بدعملوں سے اِن صورتوں میں ہیں۔ اور پھر مَیں نے دیکھا کہ وہ ہاتھی کی ضخامت کا جانور جو مختلف شکلوں کا مجموعہ ہے جو محض قدرت سے زمین میں سے پَیدا ہو گیا ہے وہ میرے پاس آ بیٹھا ہے اور قطب کی طرف اُس کا منہ ہے خاموش صورت ہے آنکھوں میں بہت حیا ہے اور بار بار چند منٹ کے بعد اُن بنوں میں سے کسی بَن کی طرف دوڑتا ہے اور جب بَن میں داخل ہوتا ہے تو اُس کے داخل ہونے کے ساتھ ہی شور قیامت اُٹھتا ہے اور ان جانوروں کو کھانا شروع کرتا ہے اور ہڈیوں کے چابنے کی آواز آتی ہے۔ تب وہ فراغت کر کے پھر میرے پاس آ بیٹھتا ہے اور شاید دس منٹ کے قریب بیٹھا رہتا ہے اور پھر دوسرے بَن کی طرف جاتا ہے اور وہی صورت پیش آتی ہے جو پہلے آئی تھی اور پھر میرے پاس آ بیٹھتا ہے۔ آنکھیں اُس کی بہت لمبی ہیں اور مَیں اس کو ہر ایک دفعہ جو میرے پاس آتا ہے خوب نظر لگا کر دیکھتا ہوں اور وہ اپنے چہرہ کے اندازہ سے مجھے یہ بتلاتا ہے کہ میرا اِس میں کیا قصور ہے مَیں مامور ہوں اور نہایت شریف اور پرہیزگار جانور معلوم ہوتا ہے اور کچھ اپنی طرف سے نہیں کرتا بلکہ وہی کرتا ہے جو اس کو حکم ہوتا ہے۔ تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی طاعون

و منح بی من النعم الظاهرة والباطنة و جعلنی من المجذوبین. و کنت شاباً و قد شختُ وما استفتحت بابا الافتحت، و ما سألت من نعمة الا اعطیت وما استکشفت من أمر الا کشفت، و ما ابتهلت فی دعاءٍ الّا اجیبت. و کل ذالک من حبی بالقرآن و حب سیدی و امامی سید المرسلین، اللهم صل وسلم علیه بعدد نجوم السماوات و ذرات الارضین. و من اجل هذا الحب الذی کان فی فطرتی کان اللّٰه معی من اول امری حین ولدت و حین کنت ضریعا عند ظئری و حین کنت أقرأ فی المتعلمین. و قد حبب الی منذ دنوت العشرین ان انصر الدین. و اجادل البراهمة و القسیسین. وقد الفت فی هذه المناظرات مصنفات عدیدة و مؤلفات مفیدة منها کتابی "**البراهین**". کتاب نادر ما نسج علی منواله فی أیام خالیة فلیقرء ه من کان من المرتابین. قد سللت فیه صوارم الحجج القطعیة علی أقوال الملحدین، ورمیت بشهبها الشیاطین المبطلین. قد خفض هام کل معاند بذالک السیف المسلول، و تبیّنت فضیحتهم بین أرباب المنقول والمعقول و بین المنصفین. فیه دقائق العلوم و شواردها والالهامات الطیبة الصحیحة والکشوف الجلیلة و مواردها، و من کل ما یجلی درر معارف الدین المتین ولی کتب أخری تشابهه فی الکمال، منها الکحل والتوضیح والازالة و فتح الاسلام و کتاب آخر سبق کلها اَلّفته فی هذه الایام اسمه "دافع الوساوس" هو نافع جدا للذین یریدون ان یروا حسن الإسلام و یکفون افواه المخالفین. تلک کتب ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة و المودة و ینتفع من معارفها و یقبلنی و یصدّق

دعوتی. الا ذریة البغایا الذین ختم اللّٰه علی قلوبهم فهم لا یقبلون. و لما بلغت أشد عمری و بلغت اربعین سنة جاء تنی نسیم الوحی بِرَیَّا عنایات ربی لیزید معرفتی و یقینی و یرتفع حجبی و اکون من المستیقنین فأول ما فتح علیّ بابه هو الرؤیا الصالحة فکنت لا أَرٰی رؤیا الا جاء ت مثل فلق الصبح. و انی رأیت فی تلک الایام رؤیا صالحة صادقة قریبًا من ألفین او أکثر من ذالک. منها محفوظة فی حافظتی و کثیر منها نسیتها، و لعل اللّٰه یکررها فی وقت آخر و نحن من الآملین. و رأیت فی غُلَواء شبابی و عند دواعی التصابی کانی دخلت فی مکان و فیه حفدتی و خدمی فقلت: طهّروا فراشی فان وقتی قدجاء ثم استیقظتُ وخشیت علی نفسی و ذهب وهلی الی اننی من المائتین. و رایت ذات لیلة و انا غلام حدیث السن کأنّی فی بیت لطیف نظیف یذکر فیها رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقلت ایها الناس این رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فأشاروا إلی حجرةٍ فدخلتُ مع الداخلین. فبش بی حین وافیته، و حیّانی بأحسن ما حییته وما أنسی حسنه وجماله و ملاحته و تحننه الی یومی هذا. شَغَفَنِیْ حبًّا و جذبنی بوجه حسین قال ما هذا بیمینک یا احمد فنظرت فاذا کتاب بیدی الیمنی و خطر بقلبی انه من مصنفاتی قلت یا رسول اللّٰه کتاب من مصنفاتی قال ما اسم کتابک فنظرت الی الکتاب مرة أخری و أنا کالمتحیّرین، فوجدته یشابه کتابًا کان فی دار کتبی واسمه ''قطبی'' قلت یا رسول اللّٰه اسمه قطبی. قال ارنی کتابک القطبی فلما